قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۝
(پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵)
بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔
نور علیٰ نور
مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن
حضرت مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی
علیہ الرحمۃ القوی
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

نور علی نور

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ کی آمد ہے عبداللہ کے گھر میں — نورِ خدا بن کر آئے گا بندے کے پیکر میں
نہیں ذوق جہاں بانی غلامانِ پیمبر میں — لگا دو آگ تاجِ طغرل وخاقان و سنجر میں
چھڑا فاراں کی چوٹی پہ جو نغمہ گونج اُٹھا آخر — حدودِ شش جہت میں کائنات ہفت کشو میں
ادھر آ چودہویں کے چاند آنکھوں میں تجھے رکھ لوں — کہ تو چمکا ہے صدیوں صحن ایوان پیمبر میں
وہ پا مرد اور وہ قانع وہ صابر اور بے پرواہ — کہ اک ٹھوکر میں دنیا ، مالِ دنیا ایک ٹھوکر میں
خمادِ بادہ سے انسان کو جب محوخودی دیکھا — نگاہ مست نے سجدوں کا نشہ بھر دیا سر میں
نہ ملتا درس دنیا کو اگر عرفانِ الٰہی کا — خدا روز اک نیا ڈھلتا جہاں شعبدہ گر میں
سلام اُس پر صلوٰۃ اُس پر درودِ کائنات اُس پر — خدا کی ترجمانی جس نے کی انساں کے پیکر میں
جنہیں سیماب ہے اُن کو ہے فکر جنت ودوزخ — ہماری کیا ہے بابا ہم نہ اس گھر میں نہ اُس گھر میں

نورِ محمدی

۲ ربیع الاول بمقام........سالانہ جلسہ کے موقعہ پر پانچ سوافراد

بعد خطبہ منسونہ! دوستو کل فقیر نے وعدہ کیا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کے دلائل عرض کرونگا۔ حضرات میں نے جو آیت نورِ تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ ۝

(پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ١۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صراحۃً نور فرمایا جیسا کہ جمہور مفسرین معتمدین نے اپنی اپنی تفاسیر کے اندر تصریح فرمائی ہے کہ نور سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کتابِ مبین سے مراد قرآنِ مجید ہے کیونکہ آیۃ کریمہ میں کتاب مبین کو بطورِ عطف لایا گیا ہے اور اصل عطف میں یہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت ہو۔

معلوم ہوا کہ نور اور کتاب مبین دو الگ الگ چیزیں اور جب تک کوئی تعذر یا اتحاد شرعی لازم نہ آئے اصل اور حقیقت سے عدول جائز نہیں ہے۔ چنانچہ ترجمانِ القرآن حبر الامۃ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

" مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ "، یعنی بالنور، محمدًا صلی اللّٰہ علیہ وسلم الذی أنار اللّٰہ بہ الحقَّ، وأظھر بہ الإسلام، ومحق بہ الشرك۔

(تفسیر الطبری، "سورۃ المائدہ آیت ۱۵"جلد ۱۰ ، صفحہ۱۴۳، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

یعنی تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ نے اس نور سے حق کو روشن اور اسلام کو ظاہر کیا اور شرک کو مٹایا۔

محی السنۃ علامہ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالخازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

(قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ) یعنی محمداً صلی اللّٰہ علیہ وسلم إنما سماہ اللہ نوراً لأنہ یھتدی بہ کما یھتدی بالنور فی الظلام۔

(تفسیر الخازن،"سورۃ المائدہ آیت ۱۵"جلد۲، صفحہ۲۰۱)

علامہ حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

أو النور محمد علیہ السلام لأنہ یھتدی بہ کما سمی سراجاً۔

(تفسیر المدارك ، سورۃ المائدہ، جلد۱،صفحہ ۲۸۰)

یعنی اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ کی نورانیت سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جیسا کہ آپ کو سراج منیر فرمایا گیا۔

امام المتکلمین علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیۃ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

أَنَّ الْمُرَادَ بِالنُّورِ مُحَمَّدٌ وَبِالْكِتَابِ الْقُرْآنُ

(تفسیر کبیر،سورۃ المائدہ آیت ۱۵،جلد۶، صفحہ ۱۶)

یعنی بلا شبہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن ہے۔

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نور اور کتاب مبین سے مراد قرآن کریم ہی ہے۔ امام رازی اس کے متعلق فرماتے ہیں:

هَذَا ضَعِيفٌ لِأَنَّ الْعَطْفَ يُوجِبُ الْمُغَايَرَةَ بَيْنَ الْمَعْطُوفِ وَالْمَعْطُوفِ عَلَيْهِ ۔

(تفسیر کبیر،"سورۃ المائدہ آیت ۱۵" جلد۶، صفحہ ۱۶)

یعنی یہ قول ضعیف ہے کیونکہ عطف معطوف علیہ کے درمیان مغائرت ثابت کرتا ہے۔

امام جلال الملۃ والدین حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہ نُورھُوَ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(تفسیر جلالین،سورۃ المائدہ آیت ۱۵، جلد۲، صفحہ ۱۹۱)

یعنی تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور وہ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: قد جاء کم من اللّٰہ نور عظیم وھو نور الأنوار والنبی المختار صلی اللّٰہ علیہ و سلم وإلی ھذا ذھب قتادۃ واختارہ الزجاج۔

(تفسیر روح المعانی ، سورۃ المائدہ آیت ۱۵، جلد٦ صفحہ۹۷،داراحیاء التراث العربی بیروت)

یعنی تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نورِ عظیم اور وہ نوارانوار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہی مسلک حضرت قتادہ اور زجاج کا ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ

وقیل المراد بالأول ھو الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وبالثانی القرآن۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ المائدہ آیت ۱۵، جلد۲،صفحہ۲۹٦داراحیاء التراث العربی بیروت)

یعنی کہا گیا ہے کہ اول یعنی نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ثانی یعنی کتاب مبین سے مراد قرآن ہے۔

اور آگے چل کر فرماتے ہیں کہ سمی الرسول نوراً لأن أول شيء أظھرہ بالحق بنور قدرتہ من ظلمۃ العدم کان نور محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کما قال أول ما خلق اللّٰہ نوری۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ المائدہ آیت ۱۵، جلد۲،صفحہ۲۹٦داراحیاء التراث العربی بیروت)

یعنی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور رکھا کیونکہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے نور سے سب سے اوّل ظاہر فرمایا وہ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا ہے۔

امام الجلیل محی السنۃ ابی محمد الحسین الفراء البغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُورٌیعنی محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

(تفسیر معالم التنزیل،جلد۲، صفحہ ۳۱۸ مطبوعہ ریاض)

یعنی بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

علامہ امام حافظ ابوالفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں **وَقَدْ سَمَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ فِي غَيْرِ هَذَا الْمَوْضِعِ نُورًا وَسِرَاجًا مُنِيرًا، فَقَالَ تَعَالَى قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ وَقَالَ تَعَالَى إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً، وَدَاعِياً إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُنِيراً**

(الشفاء جلد ۱، صفحہ ٦٠، دارالفیحاء عمان)

یعنی اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کا نام نور اور سراج منیر رکھا جیسا کہ فرمایا ہے بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب اور فرمایا بے شک ہم نے آپ کو بھیجا شاہد و مبشر و نذیر اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور سراج منیر بنا کر۔

أَنَّهُ كَانَ لَا ظل شخصه فِي شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ لِأَنَّهُ كَانَ نُورًا وَأَنَّ الذُّبَابَ كَانَ لَا يَقَعُ عَلَى جَسَدِهِ وَلَا ثِيَابِهِ۔ (الشفاء جلد ۱، صفحہ ٣٦٨، دارالفیحاء عمان)

یعنی اور بلا شبہ آپ کا سایہ نہ دھوپ میں تھا نہ چاندنی میں کیونکہ آپ نور تھے اور نہ ہی آپ کے جسم مقدس اور لباس اطہر پر مکھی بیٹھتی تھی۔

مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں: حق تعالیٰ درشان حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین و مراد از نور ذات پاک حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہست و نیز او تعالیٰ فرماید کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ترا شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ و سراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کنندہ و نور دہندہ را گویند پس اگر کسے را روشن کردن از انساناں محال بودے آں ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم را ہم ایں امر میسر نیامدے کہ آں ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم از جملہ اولادِ آدم علیہ السلام اند مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ خود را چناں مطہر فرمود کہ نورِ خالص گشتند وحق تعالیٰ آنجناب سلامہ علیہ را نور فرمود و بتواتر ثابت شد کہ آں حضرت عالی سایہ نداشتند وظاہر است کہ بغیر نور ہمہ اجسام ظل مے دارند۔(امداد السلوك، صفحہ ۸٦،۸۵ مطبوعہ بلالی دخانی پریس ساڈھورہ)

حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین آئی۔ نور سے مراد حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اور منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں پس اگر انسانوں میں سے کسی کو روشن کرنا محال ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لئے یہ امر میسر نہ ہوتا اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک اگر چہ جملہ اولادِ آدم علیہ السلام کی ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ پاک کو ایسا مطہر فرمایا کہ نورِ خالص ہو گئے اور حق تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور فرمایا اور تواتر سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ لا يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۳۵)

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق، کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھّم کا۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال بیان فرمائی ہے اللہ کا نور کیا ہے اور اس مثال کا مطلب کیا ہے۔

نور کے متعلق حضرت کعب احبار اور ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اَلْمُرادُ بِالنُّورِ الثَّانِي هُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَوْلُهُ تَعَالٰى (مَثَلُ نُورِهِ) أَيْ نُورُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۱۷، دارالفکر بیروت)

یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد "مَثَلُ نُوْرِهٖ" میں نورِ ثانی سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور مثال کے متعلق محی السنۃ علامہ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالخازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وقيل وقع هذا التمثيل لنور محمد صلى الله عليه وسلم قال ابن عباس لكعب الأحبار أخبرني عن قوله تعالى (مثل نوره كمشكاة) قال كعب هذا مثل ضربه الله لنبيّه صلى الله عليه وسلم فالمشكاة صدره والزجاجة قلبه والمصباح فيه النبوة توقد من شجرة مباركة هي شجرة النبوة يكاد نور محمد صلى الله عليه وسلم وأمره يتبين للناس ولو لم يتكلم به أنه نبيّ كما يكاد ذلك الزيت يضيء، ولو

لم تمسسه نار۔ (تفسیر خازن ، جلد ۵ ،صفحہ ۷)

یعنی اور کہا گیا ہے یہ تمثیل نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے (چنانچہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کعب بن احبار سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول "مثل نورہ کمشکاۃ" کا معنی مجھے بتاؤ انہوں نے فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے تو "مشکوٰۃ" (طاق) سے مراد آپ کا سینہ اور "زجاجہ" (فانوس) سے مراد آپ کا قلب اور "مصباح" (چراغ) سے مراد نبوت ہے جو نبوت کے مبارک شجر سے روشن ہے اور اس نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی اور چمک ایسی ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان نہ بھی فرمائیں تب بھی لوگوں پر ظاہر ہو جائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: المشکاۃ جوف محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم والزجاجة قلبه والمصباح النور الذی جعله اللّٰہ فیه لا شرقية ولا غربية ، لا یهودی ولا نصرانی توقد من شجرة مبارکة إبراهيم نور علی نور قلب إبراهيم ونور قلب محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم۔

(تفسیر خازن ، جلد ۵ ، صفحہ ۷)

یعنی طاق تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک اور فانوس قلب مبارک ہے اور چراغ وہ نور ہے جو اللہ نے اس میں رکھا ہے وہ نہ شرقی ہے نہ غربی یعنی نہ یہودی ہے نہ نصرانی ۔ روشن ہے شجرہ مبارکہ یعنی ابراہیم علیہ السلام نور پر نور ہے یعنی نورِ قلب ابراہیم پر نور قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا"

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ط وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۝ (پارہ ۲۸، سورۃ الصّف، آیت ۸)

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔

امام ابن ابی حاتم اپنی تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں:

فی قوله (يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ) یقول یریدون أن یهلك محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم۔

(تفسیر الدالمنثور، جلد ۵، صفحہ ۵۵)

یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ کفار چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کا نور بجھا دیں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کر دیں۔

قرآنِ کریم کی آیات اور تفسیری روایات سے صراحتاً ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے بلا واسطہ پیدا فرما کر مخلوقات کی پیدائش کا سبب قرار دیا۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: قلت یا رسول اللّٰہ، بأبی أنت و أمی، أخبرنی عن أول شیء خلقه اللّٰه تعالی قبل الأشیاء .قال صلی اللّٰه علیه و سلم یا جابر، إن اللّٰه تعالی قد خلق قبل الأشیاء نور نبیك من نوره، فجعل ذلك النور یدور بالقدرة حیث شاء اللّٰه، ولم یکن فی ذلك الوقت لوح ولا قلم، ولا جنة ولا نار، ولا ملك ولا سماء ، ولا أرض ولا شمس ولا قمر، ولا جنی ولا إنسی، فلما أراد اللّٰه تعالی أن یخلق الخلق قسم ذلك النور أربعة أجزاء ، فخلق من الجزء الأول القلمومن الثانی اللوح، ومن الثالث العرش .ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء ، فخلق من الأول حملة العرش، ومن الثانی الکرسی، ومن الثالث باقی الملائکة، ثم قسم الرابع أربعة أجزاء ، فخلق من الأول السماوات، ومن الثانی الأرضین، ومن الثالث الجنة والنار، ثم قسم الرابع أربعة أجزاء ، فخلق من الأول نور أبصار المؤمنین، ومن الثانین نور قلوبهم وهی المعرفة باللّٰه ومن الثالث نور أنسهم، وهو التوحید، لا إله إلا اللّٰه محمد رسول اللّٰه۔

(مواهب اللدنیه، جلد ۱، صفحه ۸۹ تا ۹۱ دارالکتب العلمیة بیروت)

یعنی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح، نہ قلم، نہ جنت، نہ دوزخ، نہ فرشتہ، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ جن، نہ انس (کچھ بھی) نہ تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے پہلے حصے سے قلم، دوسرے سے لوحِ محفوظ، تیسرے سے عرش پیدا کیا اور چوتھے حصے کے پھر چار حصے کر دیئے پہلے حصے سے حاملین عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے سب فرشتے پیدا کئے اور چوتھے کے پھر چار حصے کر دیئے پہلے حصے سے (ساتوں) آسمان، دوسرے حصہ سے (ساتوں) زمینیں، تیسرے سے جنت و دوزخ پیدا کئے اور چوتھے حصے کے پھر چار حصے کر دیئے۔ پہلے حصے سے (مؤمنوں کی) آنکھوں کا نور، دوسرے سے ان کے دلوں کا نور جس سے وہ اللہ کی معرفت حاصل کرتے ہیں، تیسرے سے ان کے انس و محبت کا نور اور وہ توحید ہے ”لَا إِلَـهَ إِلَّا اللَّـهُ

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ ‘‘صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث مذکورہ میں ’’نـورہٖ‘‘ فرمایا اور نور کی ضمیر اللہ کی طرف لوٹتی ہے اور اللہ اسم ذاتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی نور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا صفاتی سے نہیں ورنہ ’’مِنْ نُوْرِ جَمَالِہٖ ‘‘ یا ’’مِنْ نُوْرِ عِلْمِہٖ ‘‘ وغیرہ ہوتا اور اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ کے نور کے ٹکڑے کا حصہ ہے کیونکہ مضاف اور مضاف الیہ میں مغائرت شرط ہے اور یہ اضافت تشریفی ہے جیسے ’’روح اللہ، بیت اللہ‘‘ کہا جاتا ہے کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ کے پتھر وغیر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ٹکڑے یا اجزاء ہیں؟ یا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح کے ٹکڑے اور جزء ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ۝ (پارہ۱۴،سورۃ الحجر، آیت ۲۹)

ترجمہ: تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک لوں۔

بلا شک اللہ تعالیٰ نے اپنی روح سے پھونکا تو کیا آدم علیہ السلام کے اندر اللہ کی روح کا ٹکڑا جدا ہوکر داخل ہوگیا تھا؟ ہرگز نہیں کیونکہ اللہ کی روح ٹکڑے ہونے سے پاک ہے اسی طرح نور بھی تو جس طرح اپنی روح سے پھونکا اسی طرح اپنے نور سے پیدا فرمایا نہ روح ٹکڑے ہوئی نہ نور ٹکڑے ہوا۔

غرض اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور پھر اسی نورِ پاک سے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا من نور اللّٰہ والخلق کلھم من نوری۔(مدارجِ النبوت)

یعنی میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔

یعنی میرے ظہور کا سبب اللہ کا نور ہے اور ساری مخلوق کے ظہور کا سبب میرا نور ہے اللہ کا نور نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا اور میرا نہ ہوتا تو مخلوق نہ ہوتی۔

’’وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہوں

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے‘‘

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب میں اس حدیث کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے نورِ محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیۃً ثابت ہوا کیونکہ جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔(نشرا لطیب، صفحہ۷)

شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب مدارج النبوت میں فرماتے ہیں: بداں کہ اول مخلوقات وواسطہ صدورِ کائنات وواسطہ خلق عالم وآدم نور محمد است صلی اللّٰہ علیہ وسلم چنانچہ در حدیث صحیح وارد شدہ کہ ''اول ما خلق اللّٰہ نوری وسائر مکونات علوی وسفلی'' ازاں نور دازاں جوھر پاك پیدا شدہ وحدیث''اول ماخلق اللّٰہ العقل''نزد محققین ومحدثین بہ صحبت نہ رسیدہ وحدیث''اول ما خلق اللّٰہ القلم ''نیز گفتہ اند۔ (مدارجِ النبوۃ، جلد۲، صفحہ۲)

یعنی جان لو کہ اول مخلوقات وصدورِ کائنات وواسطہ تخلیق عالم وآدم نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا ہے اور باقی تمام مخلوقات علوی وسفلی اسی نور اور اسی جوہر پاک سے محققین ومحدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے ایسے ہی وہ حدیث بھی صحت کو نہیں پہنچی جس میں ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا ہے۔

حضرت ابن عباس وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی: قَالَ کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب المغازی، باب ماجاء فی مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۱٤، صفحہ ۲۹۲، حدیث ۳۷۷۰۸)

یعنی فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام جسم اور روح کے درمیان تھے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میں علم الٰہی میں نبی تھا سو اُن کا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ اگر آپ کی یہ مراد ہوتی تو اس میں پھر آپ کی کیا تخصیص تھی علم الٰہی میں تو تمام چیزیں آپ کے وجود سے بھی پہلے تھیں تو یہ تخصیص خود دلیل ہے اس کی کہ آپ کی مراد یہ نہ تھی اور پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ نبوت وصف ہے اور وصف وکمال وجود اور ذات کے تابع ہوا کرتا ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وصف ہو اور موصوف نہ ہو۔ ثابت ہوا کہ آدم کا وجود آدم علیہ السلام سے پہلے تھا اور وہ وجود نوری تھا چنانچہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال کنت نورًا بین یدی ربی قبل خلق آدم بأربعۃ عشر ألف عام۔

(شرح زرقانی، جلد۱، صفحہ۹۵، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور ایک نور تھا۔

مولوی اشرف علی تھانوی اس حدیث کو لکھنے کے بعد کہتے ہیں اس عدد میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جائے۔(نشر الطیب، صفحہ۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سأل جبرائیل علیہ السلام کم عمرت من النبیین قال واللّٰہ لا ادری غیر ان کوکباً فی الحجاب الرابع یظھر فی کل سبعین الف مرۃ فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا جبریل وعزۃ ربی انا ذالك الکوکب۔

(جواھر البحار فضل النبی المختار، صفحہ۷۷٦)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا خدا کی قسم میں سوائے اس کے نہیں جانتا کہ حجابِ رابع میں ایک ستارہ ہر ستر ہزار سال کے بعد ظاہر ہوتا تھا جس کو میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل مجھے اپنے رب ک عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کو الہام فرمایا تو انہوں نے عرض کیا اے پروردگار تو نے میری کنیت ابو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کس لئے رکھی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنا سر اُٹھاؤ۔

ارفع رأسك، فرفع رأسه فرأى نور محمد فی سرادق العرش فقال یا رب، ما ھذا النور؟ قال ھذا نور نبی من ذریتك اسمه فی السماء أحمد، وفی الأرض محمد، لولاہ ما خلقتك ولا خلقت سماء ولا أرضًا۔ (زرقانی علی المواھب، جلد۱، صفحہ۸٥،۸٦دارالکتب العلمیة بیروت)

یعنی انہوں نے اپنا سر اُٹھایا تو اُن کو عرش کے پایوں پر نور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نظر آیا عرض کیا اے میرے پروردگار یہ نور کیسا ہے؟ ارشاد ہوا یہ نور تمہاری اولاد میں سے اس نبی کا ہے جس کا نام آسمانوں میں احمد اور زمینوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اگر یہ نور نہ ہوتا تو میں نہ تمہیں اور نہ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کنت اول النبین فی الخلق واخرھم فی البعث۔

(تفسیر نبوی المعروف معالم التنزیل علی ھامش الخازن، تحت آیة"واذاخذنا من النبیین الخ"،مصطفی البابی الحلبی مصر، جلد٥ صفحہ۲۳۲)

یعنی میں پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلا ہوں اور بعثت میں ان سب سے پچھلا ہوں۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے نبی بھی آپ اور سب سے پچھلے نبی بھی آپ ہیں یعنی صفت نبوت کی

ابتداء بھی آپ سے ہوئی اور انتہاء بھی آپ کی ہی ذات بابرکات پر ہوئی نہ آپ سے پہلے کوئی نبی تھا نہ بعد میں کوئی ہوگا۔

"حد پہ پہنچ کر ایک بات کہتا ہوں تیری شان میں
دہر میں تیری ذات پر ختم ہوئی پیمبری"

ان احادیث مبارکہ سے صراحۃً ثابت ہوا کہ باعثِ ایجادِ دوعالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک ہے اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ نیز احادیث میں غور وفکر کرنے سے آپ کی بشریت مطہرہ کا سلسلہ بھی بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ بشریت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بشر نہ تھا مگر آپ تھے اور کیا تھے؟ اس کے متعلق ثابت ہوا کہ جس نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات سے پہلے پیدا کیا گیا تھا وہی نور تھا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد بشریت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر ہوا بلا شبہ آپ بشر بھی ہیں مگر آپ کی بشریت مطہرہ بے مثل اور بشریت کے ہر عیب ونقص سے پاک اور مبرا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باید دانست کہ خلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور رنگ خلق عبائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلقے ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللّٰہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نورحق جل وعلیٰ مخلوق گشتہ است کمال قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خلقت من نور اللّٰہ ۔ (مکتوبات شریف)

یعنی جاننا چاہیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دوسرے انسانوں کی طرح نہیں ہے بلکہ عالم کے تمام افراد میں سے کوئی فرد بھی پیدائش میں اُن سے کسی طرح مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ آپ صلی اللہ باوجود نشاء عنصری کے اللہ عزوجل کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔

ہم نے حوالہ جات بہت زیادہ اس لئے لکھے ہیں کہ ہمارے سامنے چند ایسی ٹولیاں گزر رہی ہیں جنہیں چمگاڈر کی طرح نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے چڑ ہے اگر چہ میرے پیش کردہ حوالہ ان کو کام نہ دینگے کیونکہ ان کے ازل سے تالے بند ہیں البتہ میں اس محنت سے میرے اہل سنت (جماعتی) مستفید ہونگے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی اور وارفتگی کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆☆☆☆